مطالعہ، اہمیت اور طریقۂ کار

ایک فکر انگیز خطاب

از

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم

(ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد، سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

مرتب

مولانا محمد حسان فلاحی

(استاذ: جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور، ایم پی)

ناشر

جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور (ایم پی)

طبع اول ۱۴۴۱ھ — ۲۰۱۹ء

کتاب	:	مطالعہ، اہمیت اور طریقۂ کار
خطاب	:	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم
مرتب	:	مولانا محمد حسان فلاحی (فون نمبر:7869090121)
صفحات	:	۲۴
کمپیوٹر کتابت	:	مولانا محمد نصیر عالم سبیلی (فون نمبر:9959897621)
سرورق	:	(العالم اُردو کمپیوٹرس، کوتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد)
سن طباعت	:	صفر ۱۴۴۱ھ، اکتوبر ۲۰۱۹ء
تعداد اشاعت	:	دو ہزار

ناشر

جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور (ایم پی)

ملنے کے پتے

- جامعہ اسلامیہ بنجاری، اندور (ایم، پی)
- المعہد العالی الاسلامی، شاہین نگر حیدرآباد
- مکتبہ حذیفہ جامعہ اسلامیہ بنجاری، اندور (ایم پی)
- ہندوستان پیپر امپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد

فہرست مضامین

پیش لفظ

قرآن مجید نے بار بار غور وفکر اور تعقل کی دعوت دی ہے، اور اسی لئے شریعت کے ایک بڑے حصے میں اجتہاد کی گنجائش رکھی گئی ہے، تعلیم کا ایک اہم مقصد یہی ہے کہ پڑھنے والوں میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو، علم وتحقیق کی وادی سر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ میں مطالعہ کا جذبہ بیدار ہو، اور انھیں نئی معلومات حاصل کرنے کی جستجو پیدا ہو جائے ؛ چنانچہ ہندوستان کے دینی مدارس میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ میں مطالعہ کو بڑھانے، ان میں تقریر وتحریر کی صلاحیت پیدا کرنے اور تحقیق کا جذبہ پروان چڑھانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے، اس مقصد کے لئے انجمنیں قائم کی جاتی ہیں، طلبہ کے اپنے دار المطالعہ کو فروغ دیا جاتا ہے، اور ان ہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ فضلاء مدارس علم وتحقیق، تصنیف وتالیف اور وعظ وتقریر کے میدان میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں اس حقیر کو جامعہ اسلامیہ بنجاری (اندور) میں حاضری کا موقع ملا، یہ حقیر اس جامعہ اور اس کے مہتمم عالی مقام حضرت مولانا تصور حسین فلاحی زید مجدہٗ سے پہلے سے واقف ہے، یہ ایک بافیض دینی درسگاہ ہے، اس نے پورے علاقہ میں علم کی روشنی پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، خاص کر اس علاقہ میں سندھی مسلمانوں کی جو کثیر آبادی فروکش ہے اور جو جہالت، بدعت یہاں تک کے مشرکانہ رسوم وعقائد میں مبتلا تھے، کے درمیان گویا اصلاحی اور تجدیدی خدمت انجام دی ہے، ادارہ کے مہتمم صرف مدرسہ کی فکر نہیں کرتے ؛ بلکہ پوری ملت کی فکر کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔

ماشاء اللہ اس ادارہ کو ذی صلاحیت اساتذہ کی رفاقت حاصل ہے، ان میں معمر

اور تجربہ کار مدرسین بھی ہیں، اور جذبہ عمل کے حامل نوجوان فضلاء بھی، ان نوجوان اساتذہ میں ایک عزیز مکرم مولانا محمد حسان فلاحی سلمہ اللہ تعالیٰ (فرزند حضرت مولانا تصور حسین فلاحی صاحب) ہیں، ماشاء اللہ ان کی صلاحیت بہتر ہے، اللہ نے ان کے اندر صالحیت بھی ودیعت فرمائی ہے، اور اپنے والد ماجد کی بعض خصوصیات ماشاء اللہ ان کے اندر بھی پائی جاتی ہیں۔

یوں تو میں اس جامعہ میں متعدد بار جا چکا ہوں؛ لیکن جب اس بار گیا تو یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انھوں نے طلبہ کی انجمن کو ایک نئی سمت دینے کی کوشش کی ہے، اس مقصد کے لئے ایک اچھا دار المطالعہ ہے اور وہ طلبہ کے اندر غیر درسی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے بہت کوشاں ہیں؛ چنانچہ ذمہ داروں کی خواہش پر جب اس حقیر نے خطاب کیا تو علم و تحقیق کے کام کی اہمیت وضرورت ہی کو اپنا موضوع بنایا، عزیزی مولانا حسان سلمہ نے اپنی محبت میں ان بے بضاعت الفاظ کو مرتب کر دیا ہے، اور اس طرح یہ خطاب قارئین کی خدمت میں پیش ہے، دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں، یہ حقیر تحریر طالبانِ علومِ نبوت کے دلوں میں جذبہ تحقیق کی چنگاری کو سلگانے میں کامیاب ہو اور عزیزی سلمہ کو خوب خوب علمی و دینی خدمات کی توفیق میسر ہو۔

ربنا تقبل منا انک أنت السمیع العلیم۔

خالد سیف اللہ رحمانی ۲۶ر محرم ۱۴۴۱ھ

(ناظم: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد) ۲۶ر ستمبر ۲۰۱۹ء

• • •

تقریظ

(مرشد و مربی عالم ربانی نمونۂ اسلاف حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم)

اُمتِ مسلمہ کے ساتھ اللہ پاک نے ہر زمانے میں یہ احسان اور فضل فرمایا ہے کہ آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک فکر و عمل اور مقدس اُسوہ کی علمی اور عملی اشاعت کے لئے اپنے خاص بندوں کا انتخاب فرمایا جو اُمت کے خواص و عوام سب کے لئے یکساں نفع بخش تھے اور ان کا نفع عام اور مقبول تھا، اس زمانے میں فقیہ العصر گرامی قدر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی کی شخصیت ان ہی خاص بندگان خدا میں سے ہے، جن کے ارشادات، مواعظ و مقالات میں بڑی نافعیت ہے، زیر نظر رسالہ اسی حقیقت کی ایک روشن دلیل ہے، بندے نے پورا رسالہ قراءۃً سنا، بہت نافع پایا۔

بندہ اللہ پاک سے دل سے دُعا کرتا ہے کہ یہ مبارک رسالہ عند اللہ اور عند الناس بے حد مقبول ہو، اس کی نافعیت عام اور دائم ہو، جہاں یہ خطاب ہوا؛ وہاں کے طلباء، اساتذہ اور تمام اربابِ علم و فضل اور عالم کے تمام مدارس، جامعات اور ابناء اُمت کے لئے بے حد نافع اور قندیل راہ ہو، آمین ثم آمین۔

بندہ: منیر احمد
(کالینا، ممبئی)

۱۳ر محرم ۱۴۴۱ھ
۱۳ر ستمبر ۲۰۱۹ء

● ● ●

دُعائیہ کلمات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

مدارسِ دینیہ میں یہ رواج رہا ہے کہ جب بھی کسی مدرسے میں کوئی علمی، فکری، عملی اور برگزیدہ شخصیت تشریف لاتی ہے، تو اربابِ مدارس کی یہ اولین کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان کے ملفوظات اور ناصحانہ کلمات سے خود بھی مستفید ہوں، اور اپنے طلبہ کو بھی استفادے کا موقع دیں۔

اسی طرح ہمارے ادارے (جامعہ اسلامیہ بنجاری) میں بھی بحمد للہ علمائے اکابر اور مشاہیر علم وفن کی آمد ہوتی رہتی ہے، اور ان سے استفادہ کیا جاتا ہے، اسی فہرست میں ایک نام فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا بھی ہے، جو ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی متفقہ علمی، فکری، اور ہمہ جہت شخصیت ہے، حضرت کا اس ادارے اور ہم خردوں سے خصوصی تعلق ہے اور حضرت والا ہمیں اپنی پدرانہ شفقتوں اور خصوصی عنایتوں سے نوازتے رہتے ہیں، گزشتہ سال تشریف آوری کے موقعہ پر حضرت نے نہایت جامع، تحقیقی اور علمی خطاب سے نوازا، جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس کی افادیت اور طلباء وعلماء کے لئے یکساں مفید ہونے کی وجہ سے ہم نے عزیزم مولوی حسان سلمہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس قیمتی خطاب کو ترتیب دے کر کتابی شکل دے دیں؛ تاکہ افادہ عام ہوجائے؛ لہٰذا عزیزم مرتب نے اس کام کو نہایت ہی خوش اُسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔

دلی دُعا ہے کہ خداوند کریم آں عزیز کی اس علمی کاوش کو قبول فرما کر اس کا نفع عام وتام فرمائیں، اور ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر: محمد تصور فلاحی
(مہتمم: جامعہ اسلامیہ بنجاری، اندور)

۱۳ر محرم ۱۴۴۱ھ
۱۳ر ستمبر ۲۰۱۹ء

عرضِ مرتب

اگر ہم اسلام کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس دین کی نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کا ایک بڑا مؤثر ذریعہ اور طریقہ وعظ و ارشاد ہے، جس کی جانب خود قرآن مجید نے ''الموعظۃ الحسنہ'' کے ذریعے اشارہ فرمایا ہے، نیز آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک نشر و اشاعت کا یہ طریقہ یعنی خطابت و تقریر اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ مختلف زبانوں میں جاری ہے اور اُمت کے لئے نفع بخش اور ثمر آور بھی۔

انسان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت چھپا رکھی ہے کہ جب کوئی مخلص اور خدا رسیدہ انسان خلوص نیت کے ساتھ اور احسن اُسلوب میں علمی نکات پیش کرتا ہے اور اُمت کی رہنمائی کے لئے گہری فکر پر مبنی آرا کا اظہار کرتا ہے تو پھر اس کی زبان سے نکلنے والی وہ بات ہزاروں نہیں؛ بلکہ لاکھوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتی ہے اور ایسی غیر معمولی تبدیلی برپا ہوتی ہے جس پر یقین کرنا بظاہر آسان نہیں ہوتا، پھر کتنے ہی جام و مینا کے شیدائی شب زندہ دار اور تہجد گذار بن جاتے ہیں اور کتنے ہی مردہ دل مسیحائی کا کام کرتے ہیں اور کتنے ہی سرد اور بے روح جذبات آتش فشاں اور شعلہ جوالہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اور بہت سے غلط رُخ پر جانے والے قافلے اپنی سواریوں کا رُخ موڑ کر دوبارہ اپنے حقیقی وطن میں اقامت پذیر ہو جاتے ہیں، اور کتنے ہی ملاح کشتیوں میں سوار ہونے کے بجائے انھیں نذر آتش کر دیتے ہیں۔

اسی طرح حضرت الاستاذ فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کا سحر آفریں اور انقلابی صفات کا حامل یہ خطاب بھی انشاء اللہ علماء اور طلبہ کے درمیان ایک نئی روح اور علم وفکر کے نئے نئے زاویے کھولے گا، نیز مطالعہ اور کتب بینی کا جو ذوق؛ بلکہ جونشہ ہمارے اکابرین میں پایا جاتا تھا اس کے اثرات نوجوان نسلوں میں منتقل کرنے اور ان کے خوابیدہ جذبات اور حوصلوں کو بھی جلا بخشنے کا کام کرے گا اور ہمارے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑنے کے لئے اکسیر ثابت ہوگا۔

اس لئے کہ جس شخصیت کا یہ خطاب ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں، جس کی زندگی قلم وقرطاس کی صحبت اور کتابوں کی وادیوں میں صحرانوردی اور بادیہ پیمائی کرتے گزری ہے، جس کے لئے کتاب غذا تو قلم دوا کا کام کرتے ہیں۔

جہاں ایک طرف وہ میدان تحقیق کا شناور ہے، تو وہیں دوسری طرف دنیائے علم وادب کا بے تاج بادشاہ بھی، وہ اسرارِ شریعت وطریقت سے بھی واقف ہے، اور قیادت کا بھی رمز آشنا، وہ ہر میدان کا شہسوار ہے، چاہے وہ علم تحقیق کا میدان ہو یا وعظ وتقریر کا، غرضیکہ وہ ایک آدمی ہو کر اکادمی کا کام کرتا ہے۔

حضرت استاذی حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم کا بے حد ممنون ومشکور ہوں کہ خود حضرت نے بنفس نفیس مسودے پر نظر ثانی فرمائی، اور ایک وقیع پیش لفظ بھی تحریر فرمایا، اسی طرح مرشد ومربی عالم ربانی نمونہ اسلاف حضرت اقدس الشاہ مولانا منیر احمد صاحب کالینہ ممبئی کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ حضرت نے پورے مسودہ کو بغور سماعت فرمایا، اور پسندیدگی کا اظہار فرما کر تقریظ بھی تحریر فرمائی، اخیر میں میں شکر گذار ہوں والد محترم کا کہ انھوں نے اس کاوش کے لئے بیش قیمتی دُعائیہ کلمات سے نوازا، اللہ تعالیٰ اللہ ان بزرگوں کی عمروں کو دراز فرمائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے، آمین۔

بارگاہِ ایز دی میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس خطاب کو اُمت کے لئے عموماً اور علماء وطلباء کے لئے خصوصاً نافع بنائے ، اور اس حقیر کاوش کو بندے کے لئے مستقبل میں کسی بڑی دینی وعلمی خدمت کا ذریعہ بنائے۔

۱۴ر صفر ۱۴۴۱ھ　　محمد حسان بن مولانا تصور فلاحی

۱۴ر اکتوبر ۲۰۱۹ء　　(استاذ: جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور)

● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطاب

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم
تاریخ:10/ستمبر 2018ء بروز: پیر دورانیہ:35 منٹ
مقام: مسجد بلال مدرسہ جامعہ اسلامیہ بنجاری چوپاٹی مہو اندور، ایم پی

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السّلام علىٰ سيد أنبياء المرسلين وعلىٰ اله وأصحابه أجمعين و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين .

حضرت مہتمم صاحب، اساتذۂ کرام اور عزیز طلبہ! اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس ریاست کی بہت بڑی، فعال اور ملت کے مسائل سے مربوط ایک دینی درسگاہ کے سائے میں آپ حضرات اس وقت تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اللہ اس کے فیض سے آپ کو پوری طرح مستفیض ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔

صرف عالم نہیں بننا ہے

عزیز طلبہ ! آپ لوگوں کو صرف عالم نہیں بننا ہے؛ بلکہ دین کا سپاہی بننا ہے، عام لوگوں کی ملازمت میں اور سپاہیوں کی ملازمت میں فرق ہوتا ہے، عام لوگوں کی ڈیوٹی چھ گھنٹے، آٹھ گھنٹے ہوتی ہے، بعضوں کی اس سے کم چار گھنٹے کی ہوتی ہے؛ لیکن جو ملک کا پہریدار ہوتا ہے، فوجی ہوتا ہے، اس کی ملازمت چوبیس گھنٹے کی ہوتی ہے، حکومت جب بھی چاہے تو اس کو پابند کر سکتی ہے کہ آپ کو چھٹی نہیں ملے گی، آپ کو مسلسل چوبیس گھنٹے اس ملک کے لئے تیار رہنا پڑے گا، مسلم معاشرے میں عالم کا مقام یہی ہے، عالم کے کام کا کوئی وقت نہیں کہ مدرسہ چھ گھنٹے ہے تو ہم نے چھ گھنٹے پڑھا لیا ہمارا کام ختم ہو گیا،

بعض لوگ امام ہیں ہم نے امامت کر لی تو ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی، نہیں! آپ چوبیس گھنٹے کے ملازم ہیں، آپ کی ملازمت مدرسہ کے مہتمم، مسجد کمیٹی کے صدر سے متعلق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے، اللہ نے اپنے کام کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے۔

میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مدرسہ کی چہار دیواری سے باہر نکلنے کے بعد جو حالات پیش آئیں گے، جہاں اسلام کے دفاع کی ضرورت پیش آئے گی آپ اس کے لئے پوری طرح تیار رہئے، جیسے فوج اپنے بیرکوں سے نکلتی ہے تو تیار ہوکر نکلتی ہے، تو اسی طرح آپ کو بھی یہاں اپنے آپ کو تیار کرنا ہے، اس تیاری کا ایک شعبہ وہ ہے، جس کو میں آپ کے مدرسے میں دیکھ کر آیا ہوں، میں اس سے پہلے بھی اس درسگاہ میں آتا رہا ہوں، ماشاء اللہ یہاں کئی اساتذہ وہ ہیں، جن کا اس حقیر سے تعلیم و تعلم کا تعلق رہا ہے؛ لیکن ابھی یہاں آیا تو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہاں ماشاء اللہ باضابطہ طلبہ کے استفادہ کے لئے نئی لائبریری کھلی ہے، میرا ایک مدرسہ میں جانا ہوا، بہت خوبصورت مدرسہ، مدرسے میں داخل ہونے کے بعد ایسا لگتا تھا کہ ہم کسی پارک میں آگئے ہوں، کسی تفریحی مقام پر آگئے ہوں، بہت ہی پُرسکون عمارتیں، بہت ہی پُرفضا میدان، بہت ہی رنگا رنگ پارک، میں نے مدرسے کے اساتذہ سے کہا (مغرب بعد مجھے ان سے کچھ عرض کرنا تھا میں عصر بعد آگیا) کہ میں لائبریری دیکھنا چاہتا ہوں، مجھے لائبریری لے کر گئے، لائبریری بہت عمدہ، کتابوں کا بہت اچھا اور بہترین انتخاب، کتابوں کے رکھے جانے کے بہت عمدہ ریکس، عمارت بھی بہت اچھی، بہت ہی تازہ طبع معیاری کتابیں عالم عرب کی، دیکھا ان کے یہاں موجود ہیں، تو میں نے دو چار کتابیں ان سے نکلوائیں (کیوں کہ ان کے ریکس بہت اونچے تھے) لمبی سیڑھی سے اوپر کے خانوں سے کتابیں نکال کر انھوں نے دیں، آج کل جو کتابیں طبع ہوتی ہیں تو ان پر پنی کا ایک کور ہوتا ہے، تو ماشاء اللہ ان کی حفاظت کا اتنا اہتمام کیا گیا کہ وہ کور بھی پھٹنے کی نوبت

نہیں آئی، تو کتب خانہ کے ذمہ دار صاحب سے میں نے پوچھا کہ کتابیں کب آئیں یہاں پر، تو انھوں نے کہا کہ تین سال ہو گئے میں نے کہا کہ اس کا کورا ابھی تک ٹھیک ہے، اس کا مطلب ابھی تک اس سے کسی نے فائدہ نہیں اُٹھایا کسی نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، کہنے لگے کہ اساتذہ کے درسیات سے متعلق جو کتابیں ہوتی ہیں، شروحات ہوتی ہیں، حواشی ہوتے ہیں، ان سے متعلق کتابیں لے جاتے ہیں، میں نے پوچھا طلبہ یہاں پر کتابیں نہیں دیکھتے اتنا بڑا مدرسہ ہے، دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہے تو کیا طلبہ یہاں پر مطالعہ نہیں کرتے، کہنے لگے کہ مہتمم صاحب نے منع کیا ہے کہ طلبہ کو کتابیں نہ دی جائیں، طلبہ کتابیں خراب کر دیتے ہیں، میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کے لئے ماں باپ عید پر کپڑا سلوا دیں اور اس کو لٹکا دیں کہ بچہ پہنے گا تو خراب ہو جائے گا، داغ لگے گا، بڑا افسوس ہوا کہ کتابیں پڑھنے کے لئے نہیں ہیں؛ بلکہ زینت و آرائش کے لئے ہیں، لائبریری معمولی ہو اور کتابیں اس میں کم ہوں؛ لیکن اگر بچوں کو اس سے استفادے کا موقع دیا جائے تو وہ کتب خانہ کامیاب کتب خانہ ہے۔

جہدِ مسلسل اور خود اعتمادی

مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہاں پر آپ بچوں کے لئے ایک نئی لائبریری بنائی گئی ہے، ابھی اگرچہ کتابیں کم ہیں؛ لیکن منتخب کتابیں ہیں، عربی کی کتابیں بھی ہیں اور اُردو کی بھی ڈھیر ساری کتابیں ہیں، ایسے موضوعات پر بھی ہیں جن میں عام طور پر مدارس میں کتابیں نہیں رکھی جاتیں، یہ حسن انتخاب اور حسن ذوق کی بات ہے، خیر آپ کے مدرسہ کے ایک ذمہ دار استاذ نے مجھے بتایا کہ ہم تین وقت طلبہ کے لئے لائبریری کھولتے ہیں، عصر کے بعد، دوپہر میں تعلیم ہونے کے بعد اور عشاء کے بعد، تو اس مختصر وقت میں، میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ درسیات میں محنت کیجئے، آپ کتابوں کی عبارت کو حل کرنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کیجئے، یہ علمی سفر ایسا ہے کہ

آپ کسی دوسرے کی گاڑی میں بیٹھ کر جائیں، کسی شخص نے آپ کو اپنی گاڑی میں بٹھایا کہ آئیں میں آپ کو اندور تک چھوڑ دیتا ہوں، ریلوے اسٹیشن چھوڑ دیتا ہوں، ائیر پورٹ تک چھوڑ دیتا ہوں، یہ آپ دوسرے کی گاڑی میں سفر کر رہے ہیں، اس میں آپ کی محنت نہیں ہے آپ اس گاڑی کے ڈرائیور نہیں ہیں، استاذ نے تیاری کی، استاذ نے محنت کی، استاذ نے آپ کو سمجھایا، جتنا آپ اس کو جذب کر سکے، استاذ کی بات کو آپ نے اپنے ذہن میں محفوظ کیا؛ لیکن اس سے آپ کے علم میں پختگی پیدا نہیں ہوگی، خود اعتمادی پیدا نہیں ہوگی، جیسے آپ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر یہاں سے اندور سو دفعہ بھی چلے جائیں، اس سے آپ ڈرائیونگ نہیں سیکھ سکیں گے۔

لیکن ایک دفعہ آپ نے ڈرائیور صاحب سے کہا کہ صاحب آپ مجھے برابر کی سیٹ پر بٹھائیں، مجھے گاڑی چلانا سکھائیں، میں کیسے ڈرائیونگ کر سکتا ہوں، مجھے بتائیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں سے دو تین مرتبہ اندور جائیں تو آپ اچھی طرح ڈرائیونگ کرنے لگیں۔

اپنے اندر مطالعہ کی صلاحیت پیدا کریں

تو مطالعہ کے ذریعہ آدمی علم کی ڈرائیونگ سیکھتا ہے، جب آپ مطالعہ کرتے ہیں، کتابیں پڑھتے ہیں، خود سے مضامین کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، خود سے مضامین کی گہرائی تک پہنچنے کی آپ کے اندر صلاحیت پیدا ہوتی ہے تو خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، آپ نے اپنے استاذ سے ایک بات سنی، استاذ نے کہا کہ فلاں مسئلہ فلاں کتاب میں لکھا ہے، علامہ سرخسیؒ نے مبسوط میں لکھا ہے، علامہ سیوطیؒ نے متفرقات میں لکھا ہے، علامہ شبلیؒ نے الفاروق میں لکھا ہے، آپ نے دیکھا نہیں، صرف استاذ سے سنا ہے، اب آپ نے کہیں بیان کیا، وہاں کسی پڑھے لکھے آدمی نے آپ کو پکڑ لیا، صاحب آپ نے جو بات کہی وہ درست نہیں ہے، آپ حوالہ دیجئے آپ بتائیے؛ حالاں کہ وہ بات صحیح ہوگی؛ لیکن

آپ گھبرا جائیں گے، آپ اعتماد کے ساتھ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے، آپ کے دل میں فوراً شکوک و شبہات کے کانٹے چبھیں گے، آپ کے اندر ایک تزلزل پیدا ہوجائے گا بتایئے میں نے صحیح طور پر بات سمجھی یا نہیں؟ میرے استاذ نے جو بات نقل کی، ان کو وہ بات یاد رہی یا نہیں رہی؟ تو براہ راست مطالعہ سے آپ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوجائے گی، اس لئے آپ لوگوں سے یہ کہنا ہے کہ اپنے اندر مطالعہ کی صلاحیت پیدا کریں۔

پہلی وحی اور قلم کا ذکر

رسول اللہ ﷺ اُمی تھے، اُمی ایسے شخص کو کہتے ہیں، جو اپنے سے لکھتا نہ ہو اور لکھی ہوئی چیز کو پڑھتا نہ ہو، جاہل نہیں تھے، نعوذ باللہ، اس لئے کہ علم کا ذریعہ صرف کتاب وقلم نہیں ہے؛ لیکن رسول اللہ ﷺ کو قصداً اُمی رکھا گیا تھا؛ حالاں کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے، لکھی ہوئی چیز کو پڑھ نہیں سکتے تھے؛ لیکن آپ کے بارے میں بہت سے مصنفین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مکہ میں ورقہ بن نوفل سے انجیل سیکھ لیا تھا اور مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کے یہودیوں سے توریت سیکھ لی تھی اور ان دونوں کو ملا کر قرآن مجید بنا دیا، اگر حضور ﷺ کو اس وقت لکھی ہوئی چیز کو پڑھنا آتا تو اس سے بھی آگے نکل جاتے، اس اعتراض کے دروازے کو بند کرنے کے لئے اللہ نے آپ کو اتنے اوصاف وکمالات سے نوازا تھا؛ لیکن اس کمال سے آپ کو دُور رکھا گیا؛ لیکن قرآن مجید میں اتنی لکھنے پڑھنے کی تاکید آئی، قسم کھائی گئی، دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے، جس میں قلم کی اور آلات تعلیم کی قسم کھائی گئی ہو: ''نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ'' آپ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اس میں صرف قراءت کا ذکر نہیں آیا؛ بلکہ ''عَلَّمَ بِالْقَلَمِ'' (علم کا جو وسیلہ اور ذریعہ ہے وہ قلم ہے، جس کے ذریعہ کتابیں لکھی جاتی ہیں اور جس

کے ذریعہ علم ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا ہے)اسی کا اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں، پہلی وحی میں ذکر فرمایا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے کتابت کے فن کو اور لکھنے پڑھنے کے فن کو عام فرمایا ہے، ایک بڑے مصنف ہیں انھوں نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے تو پورے مکہ میں نو آدمی ایسے تھے، جن کو لکھنا آتا تھا، اور جب مدینہ شریف آپ تشریف لے گئے، وہاں کچھ یہودی لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو گیارہ یہودیوں کو لکھنا آتا تھا اور لکھی ہوئی چیز کو پڑھنا آتا تھا؛ لیکن حضور ﷺ کی برکت سے یہ بات مشہور ہے کہ چالیس آدمی آپ کی وحی لکھنے والے تھے، اللہ کا کلام اُترتا تھا تو املاء کرانے اور لکھانے والوں کی تعداد چالیس تھی۔

صحابیات اور فن کتابت

ہم نے معہد میں ایک طالب علم کو کاتبین وحی کا موضوع دیا تھا کہ کاتبین وحی کتنے ہیں؛ ان کو جمع کرو تو ان کی تعداد اس سے بھی بہت زیادہ تھی، یہاں تک کہ عرب میں عورتوں کے لئے لکھنے کو بہت ہی ممنوع اور بہت ہی بری بات سمجھتے تھے؛ لیکن حضور ﷺ نے ان کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی حضور کی صحابیہ ہیں شفایہ عدویہؓ، وہ کتابت بہت اچھی کرتی تھیں، وہ عطر فروخت کیا کرتی تھیں، اس کا حساب خود لکھا کرتی تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھادیں؛ تو انھوں نے ہم سب کی ماں حضرت حفصہؓ کو کتابت کا وہ فن سکھایا، لکھنا سکھایا، اتنی زیادہ اہمیت آپ نے قلم کو دی، آپ نے لکھنے کو دی، لکھی ہوئی چیز پڑھنے کو دی۔

ابن شہاب زہریؒ اور شوق مطالعہ

عزیز طلبہ ! امام اوزاعیؒ بڑے فقیہ گزرے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ کثرت

تصنیف اس اُمت کے معجزات میں سے ہے، اُمت محمدیہ کے معجزات میں سے ہے کہ اس اُمت میں دین کے موضوع پر کتابیں لکھنے کا کام، تصنیف وتالیف کا کام بہت زیادہ ہوگا، اوراس کی مثالیں آج ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں، مسلمانوں نے قرآن وحدیث پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر، احکام شریعت پر اوران سے جڑے ہوئے تمام اُمور پر کام کئے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملے گا، یہ اس اُمت کے معجزات میں سے ہے، اسی لئے سلف صالحین ہمیشہ مطالعہ کا اہتمام کیا کرتے تھے، ابن شہاب زہریؒ بڑے محدث تھے، جو درجہ صحابہؓ میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے، وہی درجہ تابعینؒ میں ابن شہابؒ کا علم حدیث میں ہے، بڑے مصنف تھے مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ انھوں نے اپنی بہن سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ میرے کھانے کے وقت آئیں اور میں کتاب پڑھتا رہوں گا اور تم میرے منھ میں لقمے ڈالتی رہنا، ان کی بہن ان کو کھلاتی تھیں اور وہ مطالعہ کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ایک لطیفہ آپ سنیں گے تو ہنسیں گے کہ ابن شہاب زہریؒ کی ایک ہی بیوی تھی، ان کی بیوی نے کہا کہ میرے لئے زہری کی کتابیں تین سوکنوں سے بڑھ کر ہیں، یعنی اگر میری تین سوکنیں ہوتیں (ابن شہاب زہری کی چار بیویاں ہوتیں) تو سب میں توجہ بٹ جاتی، اور میری طرف توجہ کم ہوجاتی، تو تین سوکنوں کی وجہ سے میری طرف توجہ کی کمی ہوتی، اس سے کہیں زیادہ میں ابن شہاب زہری کی کتابوں کی وجہ سے قلت التفات کا اور بے توجہی کا شکار ہوں، مطالعہ کا اتنا شغف تھا انھیں۔

بیگانہ کرتی ہے دوعالم سے دل کو

حضرت امام محمدؒ کے بارے میں مذکور ہے کہ رات رات بھر مطالعہ میں مستغرق رہتے، رات کے سنّاٹے میں لکھنا اور لکھی ہوئی چیزوں کو پڑھنا، جب مطالعہ میں کوئی اچھا علمی نقطہ ہاتھ لگ جاتا تو بے ساختہ ان کی زبان سے یہ جملہ نکل جایا کرتا تھا (حالاں کہ

جہاں بادشاہت کا نظام ہو وہاں اس طرح کی باتیں کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے)''این ھذہ اللذۃ لا بناء الملوک'' یہ جو علم کی لذت اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے شہزادوں کو کہاں یہ دولت میسر آتی ہے، بادشاہوں کی اولاد اور ان کے بیٹوں کو یہ دولت کہاں میسر آسکتی ہے، کہاں یہ حلاوت ومٹھاس میسر آسکتی ہے، یعنی مطالعہ میں آدمی کو لذت ملنی چاہئے۔

سرور علم ہے کیف شراب سے بہتر

ایک تو ہے ضرورت کے تحت پڑھنا جیسا کہ ہم لوگ پڑھتے ہیں کہ کتاب پڑھانی ہے، اگر پڑھیں گے نہیں تو پڑھائیں گے کیسے، یہ ضرورت کا پڑھنا ہے، ایک ایسا پڑھنا ہے کہ پڑھنے میں آدمی کو لذت محسوس ہونے لگے، اگر آدمی نہ پڑھے تو بے لذتی کی کیفیت محسوس ہو، اس کو ایسا محسوس ہو کہ آج کوئی چیز مجھ سے چھوٹ گئی ہے، آج کسی چیز سے میں محروم ہو گیا، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو کتابوں کے مطالعہ کا اتنا شغف تھا کہ آخری زمانے میں جب حضرت بیمار ہو گئے تھے، بواسیر کے مریض تھے، ضعف کا غلبہ زیادہ تھا؛ لیکن رات دیر تک پڑھتے رہتے تھے، (آج تو ماشاء اللہ ساری سہولتیں ہیں، پنکھے ہیں، عالیشان عمارتیں ہیں، بہترین روشنی ہے، جو رات کو دن بنا دیتی ہے، مدرسہ میں جنریٹر کا انتظام ہے، جب لائٹ چلی جاتی ہے تو جنریٹر کام کرتا ہے، اس زمانہ میں اتنا اچھا نظام نہیں تھا، اور دیوبند میں بجلی کی بڑی شکایت تھی، ہم لوگوں کے پڑھنے کے زمانہ میں بھی بڑی شکایت تھی، ہم چراغ جلا کر اس میں پڑھتے تھے) ڈاکٹر منع کر رہے تھے، ایک بار علامہ شبیر احمد عثمانیؒ حضرت کے کچھ شاگردوں کو لے کر پہنچے، اور گھر پہنچ کر دیکھا کہ حضرت مطالعہ میں غرق ہیں اور رات دیر ہو گئی ہے، تو علامہ عثمانیؒ نے عرض کیا کہ حضرت! دیوبند میں کونسی ایسی کتاب ہے جو آپ کی نظر سے نہیں گزری؟ (علامہ کشمیریؒ کو چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جاتا تھا) اور کونسی کتاب ہے جو آپ نے پڑھی اور آپ کے ذہن میں محفوظ

نہ رہی؟ شاہ صاحبؒ کے بارے میں مشہور تھا کہ ایک دفعہ جس چیز کو دیکھ لیتے تو سالہا سال بعض لوگوں نے چالیس سال نقل کیا ہے کہ ان کے ذہن میں وہ بات محفوظ رہتی: لیکن پھر بھی اگر کسی کتاب سے مراجعت کی ضرورت ہو، کوئی حوالہ وغیرہ دیکھنا ہو، تو ہم خدام حاضر ہیں آپ ہمیں حکم فرمائیں، ہم حوالہ نکال کر عبارت آپ کے سامنے رکھ دیں گے، علامہ کشمیریؒ نے مسکراتے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھا، فرمایا مولوی صاحب یہ بھی ایک بیماری ہے، (پڑھنا اور مطالعہ کرنا بیماری اس معنی میں نہیں کہ یہ کوئی بُری چیز ہے، اس معنی میں ہے کہ بیماری جب کسی آدمی کا ساتھ پکڑ لیتی ہے تو جلدی ساتھ چھوڑتی نہیں) اور پھر ایک کلمہ یہ کہا کہ اللہ آپ لوگوں کو بھی یہ بیماری لگا دے اور اللہ ہم سب کو لگا دے، تو یہ مطالعہ کا شوق، مطالعہ کا اہتمام تھا۔

آدمی کا مطالعہ کبھی ضائع نہیں ہوتا

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو مطالعہ کا بڑا اہتمام تھا، حضرت کے یہاں مطالعہ کے لئے اس وقت اتنی کتابیں میسر نہیں تھیں جیسا کہ آج کتابیں میسر ہیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آدمی کا مطالعہ کبھی ضائع نہیں ہوتا، اکثر یہ بات ذہن میں آتی ہے، طالب علمی کے زمانہ میں بھی بعد کے دور میں بھی، ہم لوگوں کو بھی یہ خیال رہتا ہے پڑھتے ہیں؛ لیکن یادداشت نہیں رہتی جیسی جیسی عمر بڑھتی جاتی ہے یادداشت کمزور ہوتی رہتی ہے، ایک صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ کوئی فائدہ نہیں ہوتا پڑھنے کا، پڑھتا ہوں بات دماغ میں محفوظ نہیں رہتی، (حضرت تھانویؒ حکیمانہ انداز میں مثالوں سے اس طرح سمجھاتے تھے کہ مشکل سے مشکل بات فوراً سمجھ میں آجاتی تھی) حضرت نے فرمایا کہ ایک بات بتاؤ کہ ایک سال پہلے آج کے دن تم نے کیا کھانا کھایا تھا؟ کہا حضرت ایک سال کا کھانا کوئی یاد رہتا ہے، اچھا چھ مہینے پہلے؟ کہنے لگے چھ ماہ پہلے کیا کھایا کیسے یاد رہے گا، کہا: دو ماہ پہلے؟ ایک ماہ پہلے؟ ایک ہفتہ پہلے؟ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تم نے

سال بھر پہلے کیا کھایا، چھ ماہ پہلے کیا کھایا، تم کو یاد نہیں، وہ کھانا تمہارے جسم میں بظاہر موجود نہیں؛ لیکن اس کھانے کا اثر تمہارے جسم میں موجود ہے، تمہارے خون میں موجود ہے، تو اسی طرح جب تم مطالعہ کرتے ہو تو وہ مطالعہ بعینہٖ تمہارے ذہن میں محفوظ نہیں رہتا؛ لیکن اس کا اثر تمہارے علم میں تمہارے دل ودماغ میں محفوظ رہتا ہے، کہیں نہ کہیں پر ضرورت پڑتی ہے تو وہ جو مطالعہ جو تمہارا پرانا تھا، تمہارے دماغ کو دستک دیتا ہے اچھا اس بات کو فلاں جگہ پڑھا تھا۔

اپنے مطالعے کو دو حصوں میں تقسیم کریں

اس لئے عزیز بچو! اپنے اندر مطالعہ کی عادت پیدا کرو، ہمارے مدرسوں میں مطالعہ کا مزاج بالکل ختم ہوتا جارہا ہے اور مطالعہ کا ایک حصہ رکھو اپنی درسیات کے لئے اور ایک حصہ رکھو دوسری دینی معلومات کے لئے، جیسے اس وقت ضروری ہے کہ آج کل جو فرقِ باطلہ پیدا ہوئے ہیں ان کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہئے، حیدرآباد میں ہمارے مولانا ارشد صاحب مجلس ختم نبوت کے ذمہ دار ہیں تو وہاں ایک بات رکھی تھی لوگوں نے کہ اس جمعہ کو تمام لوگ ختم نبوت کے موضوع پر قادیانیت کے موضوع پر بیان کریں گے، تو بہت سے علماء، خطباء نے کہا کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں؛ لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ قادیانیت کیا ہے؟ ہمیں کیا بیان کرنا چاہئے، بہت افسوس کی بات ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک آدمی ڈاکٹر ہے اور جو بیماری سماج میں پھیلی ہوئی ہے، اس سے وہ واقف نہیں ہے، تو سوچئے وہ ڈاکٹر علاج کرنے کے لائق ہے۔

اُردو ادب کا ذوق پیدا کریں

ایک حصہ آپ کے ان چیزوں کے مطالعہ کے لئے ہونا چاہئے ایک حصہ آپ کا درسیات کے مطالعہ کا ہونا چاہئے، ایک ایک لفظ پر آپ رُک رُک کر دیکھیں اور سوچیں کہ

اس لفظ کا کیا معنی ہے، فوراً استاذ کے پاس کتاب لے کر مت پہونچئے، خود سے حل کرنے کی کوشش کیجئے، یہ مشکل لفظ آیا ہے، اس کا معنی کہاں ملے گا فلاں لغت میں ملے گا، قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے اس کا معنی میں نے اب تک نہیں پڑھا ہے، قرآن مجید کی لغت پر بھی بہت ساری کتابیں ہیں، اس کتاب میں آپ نے جا کر دیکھا، جب کوئی چیز آپ سے حل نہ ہوسکے تب استاذ سے پوچھئے ورنہ ہمیشہ آپ کو دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چلنے کی عادت ہوجائے گی، تو ایک حصہ درسیات کے مطالعہ کا اور ایک حصہ اسلام سے متعلق ان معلومات کا مطالعہ، جن کی آئندہ آپ کو ضرورت پیش آئے گی، آپ نے ضروری فقہی مسائل پڑھے، ابھی قربانی کا دور گیا ہے، قربانی کے بارے میں پڑھا ہوگا؛ لیکن مدرسوں میں جو متون پڑھائے جاتے ہیں، متون جو سمندر ہیں فقہی مسائل کا، ان میں بہت سے بہت اگر میں بہت کہوں تو دس فیصد مسائل متون میں آتے ہیں، بقیہ مسائل شروح میں آتے ہیں، حواشی میں آتے ہیں، تو آپ کو یہ خیال ہونا چاہئے کہ قربانی کے مسئلہ پر ایک تفصیلی کتاب ہمارے پاس ہونی چاہئے، بقرعید ہے، الگ سے اس کو پڑھنا چاہئے، اب ربیع الاول کا مہینہ آرہا ہے، ہمارے مدرسوں میں سیرت پڑھائی نہیں جاتی ہے، یہ حقیقت بات ہے، آپ بخاری میں مغازی کا باب پڑھتے ہیں، حضور ﷺ کے غزوات کے چیدہ چیدہ واقعات پڑھتے ہیں، اور سیرت کہتے ہیں، حضور ﷺ کی زندگی کے واقعات کو مربوط طریقہ سے پڑھنا، اب ربیع الاول کا مہینہ آرہا ہے، تو ہر طالب علم طے کرے کہ ہم کو ایک کتاب سیرت کی اس مہینہ میں پڑھنا ہے شروع سے اخیر تک، یہ آپ کے مطالعہ کی دوسری جہت ہے، تیسری جہت یہ ہے کہ آپ کی اُردو اچھی ہو، اچھی زبان میں لکھی جانے والی کتابوں کا مطالعہ کریں، میں اپنے تجربہ کی بات بیان کرتا ہوں کہ میں اپنے طالب علمی کے زمانہ میں مولانا آزاد کا عاشق تھا، شاید کہ کوئی کتاب مولانا آزاد کی ایسی ہو جو میں نے نہ پڑھی ہو، مولانا ابوالکلام آزادؒ کی زبان بڑی مشکل ہوتی ہے؛ لیکن

مشکل ہونے کے باوجود خوبصورت ہوتی ہے، نہ سمجھ میں آئے تب بھی بھلی لگتی ہے، آپ مولانا علی میاں صاحبؒ کی کتاب پڑھئے، آپ سید سلیمان ندویؒ کی کتاب پڑھئے، آپ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی کتاب پڑھئے، آپ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی کتاب پڑھئے، آپ پروفیسر رشید احمد صدیقی کی کتاب پڑھئے، ایک مطالعہ آپ کا ادبی کتاب کا ہو؛ تاکہ آپ کی زبان صحیح ہو، میں وہاں معہد میں بھی کہتا ہوں ملک کے ہر علاقہ میں زبان کی کچھ مقامی کمزوریاں ہوتی ہیں، تلفظ کے درمیان کئی لوگ قاف کو گاف بولتے ہیں، پروفیسر رشید احمد صدیقی لاہور گئے علامہ اقبالؒ سے ملاقات کے لئے (تو پنجاب میں بھی عام طور سے قاف کو گاف بولا جاتا ہے، ان کے تصور میں یہ تھا کہ اقبال تو ان سے بہت اونچی چیز ہیں) تو انھوں نے خود لکھا ہے اپنی کتاب ''ہم نفسان رفتہ'' میں کہ انھوں نے دستک دی تو علامہ اقبالؒ باہر نکلے، تو پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہنے لگے میں رشید احمد صدیقی ہوں، علی گڑھ سے آیا ہوں، تو علامہ اقبالؒ نے پوچھا آپ ہی (صدیگی) صاحب ہو، تو رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ میرے دماغ پر بڑی چوٹ لگی، کہ اگرچہ پنجاب میں قاف کو گاف کہا جاتا ہے؛ لیکن علامہ اقبال بھی ایسا کہتے ہوں گے، مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔

زبان کی خامیوں کو دُور کریں

تو ہر علاقہ میں کچھ نہ کچھ زبان کی خامیاں ہوتی ہیں، علماء کو چاہئے کہ ان کی زبان خالص اُردو ہو، وہ اپنی مقامی کمزرویوں سے محفوظ رہیں، اور یہ بات پیدا ہوگی مصنفین کی اوران علماء کی کتابوں کے پڑھنے سے جو ادب کے معاملہ میں معیار مانے جاتے ہوں، علامہ شبلی ہیں، علامہ سید سلیمان ندوی ہیں، جن کو ادب کے اعتبار سے معیار کا درجہ حاصل ہے۔

مدرسہ کی پہچان دَر و دیوار سے نہیں

عزیز طلبہ ! میں نے سوچا کہ دو باتیں آپ سے کچھ اور عرض کر دوں؛ لیکن ابھی عزیزم مولانا حسان (سلمہ اللہ تعالیٰ) مجھے لائبریری میں لے گئے، اور مجھے لائبریری دِکھائی تو میرا دل بہت خوش ہوا، مدرسہ کی پہچان دَر و دیوار سے نہیں، مدرسہ کی پہچان اس کی خوبصورت عمارت سے نہیں، مدرسہ کی پہچان ان افراد سے ہے، ان طلبہ سے ہے، جو اس مدرسہ کی چہار دیواری میں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادارے کو خوب خوب ترقیات سے نوازے، ہر طرح کے شرور سے حفاظت فرمائیں اور آپ حضرات کو زیادہ سے زیادہ یہاں سے فیض اُٹھانے کا موقع دیں، آمین۔

• • •

یادداشت